استنباط احکام میں مصالح مرسلہ کا مقام

نعیم احمد خان
بوائز کالج ملوٹ ضلع باغ، آزاد کشمیر

ضرورت و مصلحت کی بنیاد پر شرعی احکام کا استنباط کرنا استصلاح یا مصالح مرسلہ کہلاتا ہے۔ استنباطِ احکام میں یہ ایک ماخذ ہے۔ امام مالک نے بڑی وسعت کے ساتھ اس کا استعمال کیا۔ اس لئے یہ اصول انہی کی جانب منسوب ہے۔

استصلاح استفساد کی ضد ہے۔ اس کے لغوی معنی مصلحت چاہنا یعنی حصول منفعت اور دفع مضرت ہیں۔ (۱) امام غزالی نے مصلحت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

> مصلحتِ بنیادی طور پر حصول منفعت اور نقصان دور کرنے سے عبارت ہے۔ بلاشبہ حصولِ منفعت اور دفع مضرت مقاصد خلق میں سے ہے اور انسانوں کی بہتری و اصلاح اسی میں ہے کہ یہ مقاصد حاصل ہوں۔ (۲)

اصطلاحِ فقہ میں اس سے مراد وہ ضرورت و مصلحت ہے جس کو بنیاد بنا کر شرعی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ تقی امینی کے مطابق فقہاء کی اصطلاح میں صرف ضرورت اور مصلحت کو بنیاد بنا کر مسائل استنباط کرنے کا نام استصلاح یا مصالح مرسلہ ہے۔ (۳) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کے مطابق:

> مصالح مرسلہ (غیر معینہ) وہ اصول ہیں جن کی تائید یا تردید میں کوئی نص شرعی موجود نہ ہوں۔ لیکن ان اصولوں کے ذریعے ان مقاصد کی تکمیل ہوتی ہو جن کے لئے شریعت اسلامی کا وجود عمل میں آیا ہے۔ (۴)

پہلے بیان میں مذکور ضرورت و مصلحت کی تشریح وتوضیح دوسرے بیان سے ہوگئی۔

یعنی ایسی مصلحت جس کے اعتبار (ضروری قرار دینے) یا الغاء (یعنی لغو یا باطل قرار دینے) کے لئے کوئی نص شرعی نہ ہو۔ یعنی وہ مصلحت از قسم مرسل (غیر معین) ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مصلحت سے مقاصد شرعیہ کی تکمیل ہوتی ہو۔ مقاصد شرعیہ سے مراد دین، جان، مال، عقل اور نسل کا تحفظ ہے، جملہ احکام شرعیہ انہی کے گرد گھومتے ہیں۔

☆ الفقه حقیقته الفتح و الشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا ☆

معلوم ہوا استصلاح یا مصالح مرسلہ سے مراد کسی ایسی مصلحت کو بنیاد قرار دے کر کوئی شرعی حکم اخذ کرنا ہے جس کے معتبر یا لغو قرار دینے کے بارے میں کوئی نص شرعی (قرآن وسنت میں دلیل) نہ ہو، لیکن اس مصلحت سے مقاصد شریعت کی تکمیل ہوتی ہو۔ مصالح مرسلہ کے اس مفہوم کی بہتر تفہیم کے لئے یہ جاننا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصلحت غیر معینہ (مرسلہ) سے کیا مراد ہے اور مقاصد شرعیہ کی تکمیل کا کیا معنی ہے۔

مقاصد شرعیہ کی تکمیل اور مصالح مرسلہ:

عبدالکریم غلہ کے مطابق مقاصد شرعیہ سے مراد دین، جان، مال، عقل اور نسل کی حفاظت کرنا ہے اور یہ مقاصد اس قدر اہم ہیں کہ تمام احکامِ شرعیہ انہی کے گرد گھومتے ہیں۔ (۵) ان کی تکمیل کے تین درجات یعنی ضروریات، حاجیات اور تحسینیات ہیں۔

ضروریات سے مراد وہ مصلحتیں ہیں جن کے بغیر مقاصد شرعیہ کی تکمیل ممکن نہیں۔ ان کی عدم موجودگی سے معاشرہ میں امن ونظم مشکل ہو جاتا ہے اور ان کی عدم موجودگی کا مطلب ہے کہ ہمارے پاس کوئی بھی محبوب اور ضروری چیز باقی نہیں رہی۔ (۶) احکامِ شرعیہ میں کئی طرح سے ان کا خیال رکھا گیا ہے۔ مثلاً تحفظ دین کے لئے جہاد، تحفظ جان کے لئے قصاص ودیت کی سزائیں اور لباس ومسکن، تحفظ عقل کے لئے شراب نوشی پر سزا اور کھانے پینے کا وجوب، تحفظ نسل کے لئے سزا زنا اور تحفظ مال کے لئے چوری کی سزا وغیرہ۔ (۷)

حاجیات سے مراد مقاصد شرعیہ میں دوسرے درجے کی مصلحتیں ہیں۔ ان کے بغیر اگرچہ انتہائی نچلی سطح پر مقاصد شرعیہ کی تکمیل ہو جاتی ہے مگر ان کی موجودگی سے تنگی اور مشکل دور ہو جاتی ہے اور سہولت رہتی ہے۔ گویا ان کے باعث مقاصد شرعیہ کی تکمیل پہلے کی نسبت سہل ہو جاتی ہے۔ (۸) مثلاً سفر ومرض میں بہت سے احکام شرعی میں دی گئی رخصتیں، باپ کو چھوٹی بچی کا نکاح کفوء میں کرانے کا اختیار وغیرہ۔ (۹)

تحسینیات مقاصد شرعیہ کی تکمیل کا بلند تر درجہ ہے۔ یہ ایسے مصالح ہیں جن سے افراد و معاشرہ کی روحانی واخلاقی ترقی میں اور زیادہ سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان پر مقاصد شرعیہ کے فساد یا بگاڑ کا مدار نہیں ہوتا بلکہ ان سے ان مقاصد شرعیہ میں آسانی، خوبصورتی اور تزئین پیدا ہوتی ہے۔ یعنی

ان کا تعلق مقاصد شرعیہ کی تکمیل کے استعمالی پہلوؤں سے ہے۔ مثلاً نجاسات کی خرید و فروخت کی ممانعت، اسراف سے گریز، نکاح میں ولی کی شرط اور کھانے پینے کے آداب وغیرہ۔(۱۰)

مقاصد شرعیہ کی تکمیل کے تین درجات کی طرح مصالح بھی تین طرح کے ہیں۔ شارع نے بعض مصلحتوں کو ضروری قرار دیا ہے اور بعض مصلحتوں کو غیر ضروری اور باطل جبکہ بعض مصالح کے بارے میں سکوت پایا جاتا ہے۔ یوں اعتبار و الغاء کے اعتبار سے مصالح کی تین اقسام ہوئیں یعنی مصالح معتبرہ، مصالح ملغاۃ اور مصالح مرسلہ۔

مصالح معتبرہ سے مراد ایسی مصلحتیں ہیں جن کا شارع نے اعتبار کیا ہے یعنی اُن کو ضروری قرار دیا ہے۔ استنباط احکام میں ان کا خیال رکھا ہے اور ان کے خیال رکھنے کی دلیل قائم کی ہے۔ ان مصالح کے حجت ہونے میں کوئی شک نہیں۔(۱۱) مثلاً شراب نوشی سے ممانعت کی علت نشہ آور ہونا ہے، یہ مصلحت معتبرہ ہے۔ اس سے اس بات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ ایسی علت کو بذریعہ قیاس آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ ہر ایسی چیز جو نشہ آور ہو ممنوع قرار دی جائے۔(۱۲)

الغاء کے معنی لغو اور باطل قرار دینے کے ہیں اور مصالح ملغاۃ سے مراد ایسی مصلحت ہے جس کو شارع نے باطل یا لغو قرار دیا ہو، اور استنباط احکام میں اس کا لحاظ نہ کیا ہو۔ اس لئے بھی کہ وہ نصوص شرعیہ سے متصادم یا متعارض ہو۔ مثال کے طور پر رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے۔ اب اگر کسی میں غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے تو بطور کفارہ روزہ رکھنے کی شرط اس میں لغو ہے۔ اگرچہ غلام آزاد کرنے کی نسبت روزہ رکھنے میں زیادہ زجر و توبیخ ہے مگر شارع نے غلام آزاد کرنے کو مقدم ٹھہرایا ہے اس لئے یہ نہ کہا جائے گا کہ روزے رکھو۔(۱۳)

مرسلہ کے معنی غیر معین کے ہیں، اور مصالح مرسلہ سے مراد وہ مصلحت ہے جسے شارع نے نہ معتبر قرار دیا ہو اور نہ لغو۔ ایسی مصلحت اگر ضروریات (نہ کہ حاجیات و تحسینیات) سے متعلق ہو تو اس کو بنیاد بنا کر شرعی احکام مستنبط کئے جا سکتے ہیں۔ عبدالکریم غلہ نے صراحت کی ہے کہ حاجیات و تحسینیات کے بارے میں بغیر نصوص شرعیہ کے احکام مستنبط کرنا جائز نہیں، اور اس پر اجماع ہے۔(۱۴)

استصلاح کی حجیت اور شرائط:

مصالح مرسلہ یا استصلاح کا اصول کہا جاتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا۔

☆☆☆☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

بعدازاں غزالی نے اس کی مزید وضاحت کی اور اسے ترقی دی۔(۱۵) اور اس کے استعمال میں بعض شرائط عائد کیں۔ امام شافعی نے بھی اسے ماخذ مانا ہے۔ جبکہ احناف، شوافع اور اہل ظاہر اسے ماخذ تسلیم نہیں کرتے۔ اگرچہ احناف نے استحسان کے ذریعے اور شوافع نے قیاس کے ذریعے وہی مقاصد حاصل کئے ہیں جو مصالح مرسلہ کے پیش نظر ہیں۔(۱۶)

شیعہ زیدیہ نے امام مالک کے قول سے اتفاق کرتے ہوئے اتنا مزید کہا ہے کہ آخری درجہ میں مصلحت کے متعلق عقل کے حکم کو حکم بنایا جائے گا۔ شیعہ امامیہ نے بھی ایسا ہی کچھ کہا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ عقل کا حکم کسی وقت بھی قرآن وسنت کی مصلحتوں کے مخالف نہیں ہوا کرتا۔ بشرطیکہ عقل سلیم ہو۔(۱۷)

امام غزالی اور دیگر نے استصلاح کے استعمال میں بعض شرائط ملحوظ رکھنا ضروری سمجھا ہے۔ مثلاً یہ کہ ایسی مصلحت ضروری، قطعی اور کلی ہو وغیرہ۔ مگر امام مالک نے اس اصول کو زیادہ وسعت کے ساتھ استعمال کیا اور موقع محل کے اعتبار سے بعض اوقات ایسی حدود وقیود کا لحاظ نہیں کیا۔(۱۸) معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک کی رائے میں:

> مصلحت قیاس کرنے کا ایک شرعی ضابطہ ہے اور مصالح مرسلہ سے احکام شرعی کا استنباط کرنا جائز ہے اور اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ اصول شرعی کے موافق ہی ہوں یا یہ کہ ان کا ضروری، قطعی اور کلی ہونا بطور ایک شرط لازم کے تسلیم کیا جائے۔(۱۹)

تاہم استصلاح کے ماننے والے دوسرے علماء فقہ نے اس کے مؤثر ہونے کے لئے بعض شرائط کو ضروری قرار دیا ہے۔ مثلاً یہ کہ مصلحت کا تعلق مقاصد شرعیہ کی تکمیل میں ضروریات سے ہو، حاجیات اور تحسینیات سے نہ ہو، مصلحت عمومی یا کلی ہو یعنی اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ ہو۔ مصلحت نصوص شرعیہ سے مناسبت یعنی ملائمت رکھتی ہو۔ وہ کسی حکم شرعی کے خلاف نہ ہو اور نہ اس کے باعث کسی حکمِ شرعی میں تغیر واقع ہو، اور یہ کہ مصلحت قطعی ہو، یعنی اس پر عمل ناگزیر ہو۔(۲۰)

مصالح مرسلہ کی مثالیں:

کفر واسلام کی جنگ کے دوران کافر مسلمان قیدیوں کو ڈھال بنالیں اور خدشہ ہو کہ اگر اُن پر حملہ نہ کیا گیا تو غالب آجائیں گے۔ ایسی صورت میں ناحق قتلِ مسلم حرام ہونے کے باوجود ان

مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے کفار پر غلبہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس صورتِ حال کے بارے میں نصوص شرعیہ واضح نہیں اور اس کا تعلق چونکہ عمومی مصلحت اور دین وملت کی حفاظت وبقاء سے ہے، اس لئے قتل مسلم جائز قرار دیا گیا۔ (۲۱)

امام مالک نے اس شخص کی سزا جس پر چوری کا الزام ہو، قید تجویز کی ہے اور آپ کے شاگردوں نے کوڑے لگانا بھی تجویز کیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کوڑوں کی سزا میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ اس طرح مالِ مسروقہ کا پتا چل جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ دوسرے لوگوں کیلئے یہ سزا موجب عبرت اور باعث تحزیر ہوتی ہے، لیکن مار پیٹ کی حالت میں اقرار جرم کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ (۲۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید کی سورتوں کی تعیین کر دی تھی۔ مگر یہ حکم نہیں دیا تھا کہ قرآنِ مجید کو ایک کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا جائے جیسا کہ وہ آج کل ہے اور نہ ہی اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ واضح نہیں تھا کہ آیا قرآنِ مجید کو کتابی شکل دی جائے یا نہیں۔ اس لئے شروع میں اس رائے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کچھ تردد رہا۔ مگر تحفظ دین کی عمومی مصلحت کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا گیا اور قرآنِ مجید کو کتابی شکل میں مرتب کیا گیا۔ یہ حکم شرائط استصلاح پر پورا اترتا ہے۔ (۲۳)

امام غزالی نے استصلاح کے اصول کو پیش نظر رکھ کر اس بات کی اجازت دی ہے کہ مملکت اسلامیہ کے خزانے خالی ہونے لگیں اور جہاد جو کہ تحفظ دین کا ایک ذریعہ ہے، کی ضرورت درپیش ہو یا امتِ مسلمہ کے عمومی تحفظ جان و مال کے لئے ناگزیر ہو تو امام وقت عوام سے ٹیکس یا ایسے ہی اور محصولات وصول کر سکتا ہے۔ نصوص شرعیہ میں اس کا واضح حکم نہیں مگر یہ عمومی مصالح شرعیہ سے متعلق ہے یعنی اس سے تحفظ دین اور جان و مال وغیرہ ایسے مقاصد شرعیہ کی تکمیل ہوتی ہے، اور استصلاح کی دیگر شرائط بھی پوری ہوتی ہیں تو یوں یہ جائز قرار پایا۔ (۲۴)

عبدالرحمٰن بن حکم نے رمضان میں دن کے وقت لونڈی سے جماع کر لیا، اور کئی روز ایسا کرتا رہا۔ ساتھ ہی کفارہ کے طور پر غلام بھی آزاد کرتا رہا۔ یحییٰ بن یحییٰ مالکی لیثی نے کہا کہ کفارہ تو زجر وتوبیخ کے لئے ہے اور یہ مقصد غلام آزاد کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے بر بنائے مصلحت فتویٰ دیا کہ اس پر دو ماہ کے روزے رکھنا واجب ہے۔ مگر استصلاح میں شرائط کو ملحوظ رکھنے والوں نے کہا کہ یحییٰ کی بیان کردہ مصلحت غیر معتبر (یعنی لغو یا باطل) ہے، اس لئے کہ اس سے حکم شرعی میں تغیر

لازم آتا ہے۔ شریعت میں کفارہ کے طور پر غلام آزاد کرنے کا حکم پہلے ہے۔ چنانچہ ایسا حکم جو نصوص شرعیہ میں پہلے سے موجود حکم میں تغیر کو مستلزم ہو، مرتب نہ ہوگا۔(۲۵)

امام غزالی کے نزدیک ڈوبتی ہوئی کشتی پر سوار لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو یا چند افراد کو نیچے پانی میں پھینک دیں تاکہ باقی محفوظ رہیں۔ کیونکہ اس میں اکثر لوگوں کی مصلحت تو پائی جاتی ہے لیکن عام لوگوں کی مصلحت نہیں پائی جاتی۔ مصلحت کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلی اور عمومی ہو، اس میں خصوص یا کثرت کی بجائے عموم پایا جاتا ہو۔(۲۶)

حواشی

۱۔ ابن منظور، لسان العرب (بیروت: دارالاحیاء التراث العربی، ۱۹۹۴ء) ج ۷، ص ۳۸۴، بلیادی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات (لاہور: مکتبہ دانیال، س ن) ص ۳۹۴۔

۲۔ غزالی، ابو حامد، المستصفیٰ من علم الاصول، ج ۱، ص ۲۸۴، بحوالہ ڈھلوں، ڈاکٹر عرفان خالد (ودیگر) علم اصول فقہ: ایک تعارف (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، ۲۰۰۶ء) ج ۱، ص ۴۲۸۔

۳۔ تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر (کراچی: قدیمی کتب خانہ، ۱۹۹۱ء) ص ۱۹۲۔

۴۔ تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر، فقہ اسلامی کا تاریخی ارتقاء (راولپنڈی: مطبوعات حرمت، ۱۹۸۳ء) ص ۴۵

۵۔ النملہ، ڈاکٹر عبدالکریم، المہذب فی اصول الفقہ المقارن (مکہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۹۹۷ء) ج ۳، ص ۱۰۰۳۔

۶۔ Nyazee, Imran Ahsan Khan, Islamic Jurisprudance (Islamabad: 1R1, 2000) P.199.

۷۔ نملہ، ڈاکٹر عبدالکریم، المہذب فی اصول الفقہ المقارن، ج ۳، ص ۱۰۰۴۔

۸۔ نیازی، عمران احسن خان، اسلامی اصول قانون (انگریزی) ص ۲۰۰۔

۹۔ نملہ، ڈاکٹر عبدالکریم، المہذب فی اصول الفقہ المقارن، ج ۳، ص ۱۰۰۵۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۰۰۶۔ (۱۱) ایضاً، ص ۱۰۰۷۔

۱۲۔ نیازی، عمران احسن خان، اسلامی اصول قانون (انگریزی)، ص ۱۹۷۔

۱۳۔ تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ص ۱۹۵۔

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

۱۴۔ نملہ، عبدالکریم، المهذب فی اصول الفقه المقارن، ج ۳، ص ۱۰۰۷۔

۱۵۔ ڈھلوں، عرفان خالد، علم اصول فقہ: ایک تعارف، ج ۱، ص ۴۳۱۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۴۳۶۔

۱۷۔ تنزیل الرحمٰن، فقہ اسلامی کا تاریخی ارتقاء، ص ۴۷۔

۱۸۔ تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔

۱۹۔ تنزیل الرحمٰن، فقہ اسلامی کا تاریخی ارتقاء، ص ۴۶۔

۲۰۔ نیازی، اسلامی اصول قانون (انگریزی)، ص ۹۹ و بعد۔ نملہ، المهذب فی اصول الفقه المقارن، ج ۳، ص ۱۰۰۹، و بعد۔

۲۱۔ تقی امینی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ص ۱۹۳۔

۲۲۔ شافعی، کتاب الام، بحوالہ صبحی صالح، فلسفہ شریعت اسلامی مترجم محمد احمد رضوی (کراچی: مجلس ترقی ادب ۱۹۹۴ء) ص ۱۷۳۔

۲۳۔ نیازی، اسلامی اصول قانون (انگریزی)، ص ۲۴۲۔

۲۴۔ نیازی، اسلامی اصول قانون (انگریزی)، ص ۲۴۳۔

۲۵۔ نملہ، المهذب فی اصول الفقه المقارن، ج ۳، ص ۱۰۰۸۔

۲۶۔ ڈھلوں، عرفان خالد، علم اصول فقہ ایک تعارف، ج ۱، ص ۴۴۰۔

احکام القرآن

چھٹی جلد شائع ہوگئی

سورۃ مریم تا سورۃ النور

مولف ومحقق: علامہ محمد جلال الدین قادری

ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ کراچی